خلافت لائبریری ربوہ

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد46-81نمبر250 | ہفتہ19 جمادی الثانی-1417ھ 2 نبوت 1375ہش 2 نومبر1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردی خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے

خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یاد رکھو کہ پاکیزگی کے مراحل بہت دُور ہیں اور وہ ان خیالات سے بالاتر ہیں۔ صرف پاکیزگی حاصل کرنا اور سچے طور سے صغائر کبائر سے بچ جانا ان لوگوں کا کام ہے جو ہر وقت خدا کو آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں اور فرشتہ سیرت بھی وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ دیکھو ایک بکری کو اگر ایک شیر کے سامنے باندھ دیں تو وہ اپنا کھانا پینا ہی بھول جاوے چہ جائیکہ وہ ادھر ادھر کھیتوں میں منہ مارے اور لوگوں کی محنت اور جانفشانیوں سے پیدا کی ہوئی کھیتیوں سے کھاوے۔ پس یہی حال انسان کا ہے اگر اس کو یقین ہو کہ میں خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو بھلا پھر ممکن ہے کہ کوئی گناہ اس سے سرزد ہو سکے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ جب یقین اور قطعی علم ہو کہ اس جگہ قدم رکھنا ہلاکت ہے یا ایک سوراخ جس میں کالا سانپ ہو اور یہ خود اسے دیکھ بھی لیوے تو کیا اس میں انگلی ڈال سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ غرض یہ فطرت انسانی میں ہی رکھا گیا ہے کہ جہاں اس کو ہلاکت کا یقین ہوتا ہے اس جگہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔ جب تک اس درجہ تک خدا تعالیٰ کی معرفت نہ ہو جاوے اور یہ یقین پیدا نہ ہو جاوے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے یا ایک خطرناک زہر ہے تب تک حقیقت ایمان کو نہیں سمجھا گیا اور بغیر ایسے کامل یقین اور معرفت کے پھر ایمان بھی ادھورا ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کا اعمال پر بھی اثر نہ ہو۔ یا جو ایمان امتحانی حالات میں ذرا بھی تبدیلی پیدا نہ کر سکے کس کام کا ایمان ہے اور اس کی کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 563)

نکاح

○ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد اطلاع دیتے ہیں۔

مکرم علیم محمود صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ابن مکرم محمد رفیق صاحب لاہور کا نکاح عزیزہ امتہ المتین صاحبہ بنت مکرم نور الحق صاحب مظہر آف لاہور مغلپورہ سے بعوض 25 ہزار روپے حق مہر پر مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے دار الذکر لاہور میں مورخہ 96-10-25 کو پڑھا۔ عزیزہ امتہ المتین صاحبہ مکرم محمد عبدالحق صاحب مجاہد (وفات یافتہ) کی پوتی اور عزیزم علیم محمود احمد خاکسار کا نواسہ اور چوہدری محمد بشیر صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر (وفات یافتہ) کا پوتا ہے۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت بنائے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مکرم محمد شفیق طاہر صاحب ابن مکرم مرزا محمد رشید صاحب سمن آباد لاہور کو مورخہ 5- اگست 1996ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے نعمان طاہر عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ عزیز نعمان مکرم ڈاکٹر میاں ناصر احمد صاحب دار النصر غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے بچے کی صحت و سلامتی اور نیک و خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم عبدالحفیظ صاحب شاہد واقف زندگی مربی سلسلہ سیرالیون کو پہلی بیٹی سے مورخہ 5- اکتوبر 1996ء کو نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے "عاتکہ حفیظ" نام عطا فرمایا ہے عزیزہ مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب واقف زندگی سابق باڈی گارڈ کی پوتی اور مکرم رانا محمد اعظم صاحب دفتر وقف جدید کی پہلی نواسی ہے۔

احباب کرام سے بچی کے نیک اور خادمہ دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات (واقفینِ نو) بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

نومبائعین کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

پہلی بات یہ ہے۔ کہ دنیا میں باتوں سے کام نہیں ہوتے۔ بلکہ کام کام کرنے سے اور مستقل کام اور بار بار کی توجہ سے کامیابی ہوتی ہے۔ تم اپنے نفس کو دیکھو اور اپنی روح کی حالت پر غور کرو۔ کہ تم میں کتنا اخلاص اور کس قدر قربانی کا جوش ہے۔ اگر ہے تو آگے بڑھنے کے لئے کس قدر کھلا رستہ ہے۔ اور اس کے لئے کتنی تڑپ ہے۔ جب تک یہ بات ہر فرد کے دل میں میخ کی طرح نہ گڑ جائے گی۔ اور ہر ایک شخص یہ محسوس نہیں کرے گا۔ کہ تمام (دین حق کی) ترقیات کا مظہر وہی ہے تب تک کبھی وہ مقصد حاصل نہیں کر سکتا جس کے لئے ہماری جماعت پیدا ہوئی ہے۔

دوسری نصیحت میری یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے لوگوں کو اس سلسلہ میں جوق در جوق لا رہا ہے۔ مگر ان کے آنے سے ہماری ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں۔ کسی مدرسہ کو اس بات پر خوش ہونے کا حق نہیں کہ اس میں ہزار طالب علم آیا مگر وہ اس کی تعلیم کا انتظام نہ کر سکا اسی طرح اگر ہمارے سلسلہ میں لاکھوں اور کروڑوں لوگ داخل ہوں لیکن ہم ان کی تربیت نہ کر سکیں اور ان کی (دینی) تعلیم کے مطابق تربیت نہ کر

باقی صفحہ 7 پر

بڑا وہ ہے کہ جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

2- نبوت 1375 ھش 2 - نومبر 1996ء

منفی اور مثبت اعمال

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں :-

"بعض لوگ فطرتاً ہی ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ بعض گناہوں پر قادر ہی نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے بعض سادہ لوح انسان ایسے بھی ہوں کہ جنہوں نے عمر بھر میں کوئی بھی گناہ نہ کیا ہو۔ پس صرف ترک ذنوب ہی نیکی کی شرط نہیں۔ بلکہ کسب خیر بھی اعلیٰ چیز ہے۔ کوئی انسان کامل نہیں ہو سکتا جب تک دونوں قسم کے شربت پی نہیں لیتا۔ سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک شربت کافوری ہوتا ہے اور دوسرا شربت زنجبیلی۔ مقربوں اور برگزیدہ لوگوں کو دونوں شربت پلائے جاتے ہیں۔ کافوری شربت کے پینے سے انسان کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور گناہ کے قویٰ ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ کافور میں گندے مواد کے دبانے کی تاثیر ہے۔ پس وہ لوگ جن کو شربت کافوری پلایا جاتا ہے ان کے گناہ والے قویٰ بالکل دب ہی جاتے ہیں۔ اور پھر ان سے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہی نہیں اور ایک قسم کی سکینت جس کو شانتی کہتے ہیں میسر آجاتی ہے اور ایک نور پانی کی طرح اترتا ہے جو ان کے سینے میں سے سارے گندوں کو دھو ڈالتا ہے۔ اور سفلی زندگی کے تمام تعلقات ان سے الگ کر دئے جاتے ہیں۔ اور گناہ کی آگ کی بھڑک ہمیشہ کے واسطے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے مگر یاد رکھو صرف یہی امر نیکی اور خوبی نہیں ہے۔"

حضرت صاحب کے اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ اگر انسان کوئی بھی گناہ نہ کرے تو بھی وہ اپنے آپ کو صحیح معنوں میں نیک نہیں کہہ سکتا۔ ایک چیز منفی ہوتی ہے اور ایک مثبت۔ گناہ کا نہ کرنا منفی ہے اور نیکی کا کرنا مثبت ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص کچھ بھی نہ کرے اور سمجھے کہ میں نے بہت کچھ کیا ہے۔ بہت کچھ تو صرف اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ انسان کچھ کرے اور پھر کچھ کرے اور پھر کرتا ہی رہے۔ لیکن اگر وہ ہاتھ پیر ہی نہ ہلائے اور کہے کہ میں نے بہت کچھ کر لیا ہے تو یہ بات درست نہیں ہو سکتی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ گناہ کا نہ کرنا بھی ایک لحاظ سے ضروری ہے کیونکہ گناہ کرے گا تو نیکی کہاں سے آئے گی۔ لیکن صرف یہ کہہ دینا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا کافی نہیں۔ دنیا کو ایک رنگ میں تو یقیناً فائدہ ہوا لیکن وہ فائدہ ایسا نہیں جسے مثبت کہا جا سکے۔ مثبت فائدہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ نیکی کی جائے۔ حضرت صاحب نے گناہ کے قویٰ بالکل دب جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ پھر ایسے لوگوں سے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہی نہیں۔

لیکن یہ ساری بات بیان کرنے کے بعد حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ یاد رکھو یہی امر صرف نیکی اور خوبی نہیں ہے۔ یہ کہہ کر کہ صرف یہی امر نیکی اور خوبی نہیں ہے دو باتوں کی طرف توجہ دلا دی گئی۔ ایک تو یہ کہ ایک رنگ میں یہ امر نیکی اور خوبی تو ہے۔ کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ کسی کے لئے ضرر کا باعث نہیں بنے۔ کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہوں۔ لیکن حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ صرف یہی امر نیکی اور خوبی نہیں ہے یعنی اصل نیکی اور خوبی اس سے آگے بڑھنے کا نام ہے اور آگے بڑھنے کا مطلب ہے نیکیاں کی جائیں۔ جب تک انسان نیکی نہ کرے اس وقت تک حقیقی معنوں میں اس کا کردار کامل نہیں ہوتا اور وہ دوسروں کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتا۔ کسی کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔ نیکی تو یہ بھی ہے۔ لیکن کسی کی مدد کی جائے کسی سے ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔ کسی کا ہاتھ پکڑ کر اس کو راستہ دکھایا جائے۔ یہ مثبت باتیں ہیں اور یہی دراصل حقیقی نیکیاں ہیں۔

سب سے پہلے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ گناہ والے قویٰ بالکل دب جائیں۔ انسان گناہ کرے ہی نہ۔ اور جب اس کی یہ حالت ہو تو اس کے دل میں نیکی کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے۔ اور اس جذبہ کے تحت اسے ایسے کام کرنے چاہئیں جو اس کے اپنے لئے بھی مفید ہوں اور دوسروں کے لئے بھی مفید ہوں، جو اس کی اپنی زندگی کو بھی بہتر بناتے ہوں اور جو دوسروں کی زندگی کو بھی بہتر بنانے کے کام آتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم نہ صرف گناہوں سے بچیں بلکہ نیکیوں پر عمل پیرا ہوں۔ ایسی نیکیوں پر جو ہمارے اپنے لئے بھی مفید ہوں اور معاشرے کے لئے بھی مفید ہوں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

دکھاوے کی اطاعت کو اطاعت تو نہیں کہتے
جو جذباتی نہ ہو اس کو محبت تو نہیں کہتے
اگرچہ گھومنے پھرنے سے راحت مل تو جاتی ہے
بھٹک جانے کو دانشور ہدایت تو نہیں کہتے

ابوالاقبال

ہماری تاریخ

مولانا مبارک احمد ساقی دوسری دفعہ نائیجیریا دعوت الی اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو ایکیجا ائیرپورٹ پر آپ کا اور آپ کی بیگم مسز مریم ساقی (انگریز خاتون) کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ مسز مریم ساقی نے اس سے پہلے سال اپریل کے مہینے میں احمدیت قبول کی تھی۔ مولانا ساقی صاحب چار سال نائیجیریا میں قیام کے بعد 1956ء میں واپس پاکستان آئے تو آپ نے علاج کے لئے کچھ عرصہ انگلستان میں بھی قیام کیا۔

مسز ساقی نے احمدیت قبول کرنے کے بعد ربوہ آکر کچھ دیر قیام کیا اور یہیں مولانا مبارک ساقی کی شادی اس انگریز خاتون سے انجام پائی۔ اس وقت تک مریم ساقی نے خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی ہوئی تھی اور شادی کے بعد دونوں نے یہ عہد کیا کہ ہم مل کر دعوت الی اللہ کریں گے۔

ایکیجا ائیرپورٹ پر جب مولانا ساقی سے ایک احمدی صحافی نے گفتگو کی تو آپ نے کہا کہ میں واپس نائیجیریا دعوت الی اللہ کے لئے آیا ہوں۔ اور مجھے یہ دیکھ کر خاص طور پر خوشی ہوگی کہ یہاں احمدیہ جماعت نے کس سرعت کے ساتھ ترقی کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم دونوں یعنی میاں بیوی دعوت الی اللہ کے کام میں مشن کی صحیح رنگ میں خدمت کر سکیں گے۔

جب مسز ساقی کو پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں احمدیت قبول کرنے کے بعد سے اب تک یہاں کے مشنری انچارج کو بہت یاد کرتی رہی ہوں کیونکہ انہی کے ذریعے مجھے احمدیت کی شناخت ہوئی اور نہ صرف بالآخر میں نے احمدیت قبول کر لی بلکہ ان کی کوششوں کے نتیجہ ہی میں مولانا ساقی سے میری شادی طے پائی۔ مجھے امید ہے کہ میں اب اپنی صحافتی اہلیت کو جماعت کے لئے وقف کرتے ہوئے کچھ کام کر سکوں گی۔

مولانا ساقی اور ان کی بیگم کے استقبال کے لئے ائیرپورٹ پر جماعت کے پریذیڈنٹ جنرل مسٹر ایس۔ او۔ بکری۔ سیکرٹری جنرل مسٹر اے۔ آر۔ اے اوٹولے۔ مسٹر ایچ۔ او۔ سیالو۔ مسٹر ایم۔ اوانی بابا۔ مولوی ایم۔ بی۔ شاد اور مولوی این ڈی۔ احمد رئیس المبتغین کی معیت میں موجود تھے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ربوہ جانے سے پہلے جب یہ انگریز خاتون نائیجریا میں تھی تو اخبار ٹروتھ کے لئے خواتین کا صفحہ ایڈٹ کرتی تھیں۔ اس کے بعد آپ سپین سے ہوتے ہوئے جنوبی افریقہ اور مشرقی افریقہ چلی گئیں۔ اور پھر وہاں سے آپ نے پاکستان جانے کا ارادہ کیا۔ اور وہاں جا کر حضرت امام جماعت اور دیگر بزرگان سلسلہ سے ملاقاتیں کیں۔ ان دنوں مولانا مبارک احمد ساقی بھی رخصت پر نائیجیریا سے پاکستان آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ یہیں ان دونوں کی شادی طے پا گئی۔

یہ خبر اخبار ٹروتھ کے 12 ستمبر 1958ء کے پرچہ میں شائع ہوئی۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے 30- دسمبر 1994ء کو بیت الفضل لندن میں خطبے کے دوران دیگر امور کے علاوہ فرمایا:-

اب ہم سال کے آخری لمحات میں داخل ہو رہے ہیں' ہو چکے ہیں۔ بلکہ 1994ء کا سال قریب الاختتام ہے۔ کہ ایک دن بیچ میں رہ گیا ہے اور پرسوں (اللہ نے چاہا تو) نئے سال کا آغاز ہو گا۔ جب سال ختم ہو رہا ہو اور نیا سال چڑھ رہا ہو تو طبعاً دنیا میں اس جوڑ کو خاص طریق پر منایا جاتا ہے۔ اور بغیر محسوس کئے اس وقت کو گزرنے نہیں دیا جاتا۔ مختلف رنگ میں لوگ اپنے رد عمل دکھاتے ہیں۔ بعض لوگ تیاریاں کر رہے ہیں کہ جب اگلے سال کا دن چڑھے گا تو اس جوڑ کے وقت وہ کثرت سے شراب نوشی کریں گے۔ عیش و عشرت کے تمام سامان جو پہلے سے مہیا کئے جاتے ہیں ان سے وہ محظوظ ہوں گے۔ اور لذت یاب ہوں گے اور بہت سی ایسی بے حیائیاں اس وقت سے وابستہ ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں ایک آزاد قوم بھی نہیں کرتی۔ پس ایک یہ بھی رد عمل ہے۔ ایک عمومی ہر طرف یہ رد عمل دکھائی دیتا ہے کہ اخبارات میں اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سال کے اہم واقعات کامیابیاں بھی اور ناکامیاں بھی دکھائی جاتی ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ یہ سال سیاسی لحاظ سے کیسا گزرا۔ فلاں لحاظ سے۔ اقتصادی لحاظ سے کیسا گزرا۔ کون سے اہم واقعات ہیں جو قابل ذکر ہیں۔

ایک اور رد عمل جو ہونا چاہئے' بعضوں میں ہوتا ہے مگر اکثر میں نہیں۔ وہ انفرادی جائزہ ہے۔ اور یہ رد عمل سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور معنی خیز ہے۔ جہاں تک سال کے آکر گزر جانے کا تعلق ہے یہ تو ایک وقت کا بہتا ہوا دریا ہے۔ اس میں جہاں بھی آپ لکیر کھینچیں اسے اہم لمحہ قرار دے سکتے ہیں مگر جو بہتے ہوئے دریا ہوتے ہیں ان کے درمیان در حقیقت جوڑ تصوراتی ہی ہیں۔ اور محض مبارکباد دے دینا کہ پہلا سال گزر گیا نیا سال چڑھ ایک فرضی سی بات ہے۔ جس میں کوئی گہری حقیقت نہیں ہے۔ کوئی عقل کی بات ایسی نہیں کہ جس کے متعلق جماعت کو مشورہ دیا جائے کہ سب مبارکبادیں دو۔

مبارک باد دل سے نکل آتی ہے تو نکلنے دو۔ بے شک کوئی حرج نہیں مگر وہ مقصد کو پورا کرنے والی نہیں مقصد کو پورا کرنے والی بات یہ ہے کہ اس سال کا جائزہ ہر فرد اپنی انفرادی حیثیت سے' اپنی صورت حال' اپنے دل کی کیفیات پر غور کرتے ہوئے معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کون سے ایسے عظیم انقلابی لمحات تھے' نیکی کے مواقع تھے' جن کو وہ استعمال کرتے ہوئے اپنی روحانی کیفیت کو تبدیل کر سکتا تھا۔ اور رستے بدل کر بہتر راستوں پر گامزن ہو سکتا تھا۔ اور کون سے ایسے مواقع تھے جو اس کے لئے نیکیوں کو گنوانے والے تھے۔ اور واضح طور پر بدیوں میں مبتلا کرنے والے تھے۔ جس آواز کو اسے رد کرنا چاہئے تھا۔ اس آواز کو رد نہ کر سکا اور ان غلط راستوں پر گامزن ہو گیا۔ یہ جو واقعات ہیں یہ تو روزمرہ ہر انسان کی زندگی میں صبح سے شام تک ہوتے ہی رہتے ہیں مگر بعض واقعات نمایاں ہو کر گہرا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ زندگی کا رخ تبدیل کر دیتے ہیں۔

یہ ایسی بحث نہیں ہے جسے قومی اور اجتماعی طور پر اٹھایا جائے اور عامۃ الناس میں زیر بحث لایا جائے۔ لیکن میرے نزدیک سب سے اہم رد عمل یہی ہے جو انسان کو وقت کے ایک حصے کے گزرنے کے بعد دوسرے حصے کے آغاز کے جوڑ پر دکھانا چاہئے اور یہ ایک انسانی زندگی میں اچھی مفید روایت پیدا کرنے والی بات ہو گی۔ یعنی اسے اگر مستقل اختیار کر لیا جائے۔ تو ایک اچھی روایت ہے جو بھی اچھی روایات قائم کرے گا ان پر عمل کرنے والا اور ان روایات سے فائدہ اٹھا کر آگے بات پہنچانے والا جب تک بھی ان روایات پر عمل ہوتا رہے گا اس وقت تک اس روایت کو جاری کرنے والے کو ان سب کا ثواب پہنچے گا جو اس نیک روایت سے استفادہ کرتے ہوئے پھر اسے آگے بڑھاتے ہیں۔

پس یہ ایک ایسی روایت ہے میں سمجھتا ہوں۔ جسے اگر ہم اپنی جماعت میں جاری کریں تو محض سرسری مبارک بادوں سے اور جیسا کہ ہمارے ہاں مختلف رواج ہے پیدائش ہوئی ہے تو برتھ ڈے پر مبارک باد دی کہیں وہ پارٹیاں منائی جاتی ہیں۔ کارڈ وغیرہ بھیجے جاتے ہیں۔ ان کے مقابلے پر یہ روایت دو طرح سے منائی جا سکتی ہے جو میں تجویز کر رہا ہوں۔ اول یہ کہ جب سب دنیا پر ایک سال غروب ہوتا ہے اور ایک اور سال طلوع ہوتا ہے اس وقت اپنے نفس کا انسان جائزہ لے اپنے ماضی پر نگاہ رکھ کر اپنے اس حال کے ماضی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ کچھ فیصلے کرے کہ آئندہ جب اس قسم کے امتحان در پیش ہوں گے تو یہ غلطیاں میں نہیں کروں گا۔ اور روحانی طور پر جو اس نے کوشش کی اور جدوجہد کی اس جدوجہد پر بھی نظر ڈالے اور اس کے ماحصل کو بھی دیکھے۔ مثلاً دعوت الی اللہ پر زور ہے تو ہر آدمی اپنے نفس پر غور کر سکتا ہے کہ میں نے انفرادی طور پر اس میں کیا حصہ لیا ہے کیا دوسروں کی کوششوں کا پھل دیکھ کر ہی لطف لذت محسوس کر رہا ہوں یا خود مجھے بھی کچھ توفیق ملی ہے۔ خدا نے مجھے بھی کوئی روحانی اولاد عطا کی ہے۔ یہ سوچ گہری ہونی چاہئے۔ معنی خیز ہونی چاہئے اور پھر اس کے ساتھ ہی اس سوچ کا ایک اور سلسلہ جاری ہونا چاہئے۔ کہ میں آئندہ سال کیا ایسا پروگرام بناؤں کہ سال کے بعد پھر کہیں دوبارہ یہ پچھتانا نہ ہو۔

جیسا کہ بعض شعرا نے اس قسم کے مضمون کو اپنے شعروں میں بڑی عمدگی سے باندھا ہے مثلاً بعض اشعار میں یہ ملتا ہے۔ باقی صفحہ 6 پر

تاریخ لجنہ اماء اللہ

ناروے کا ایک دن

یکم مارچ 1975ء کا دن ناروے کی لجنہ کے لئے ایک تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر عورت اور ہر احمدی بچی کو اس دن کا شدت سے انتظار تھا۔ فروری کا پورا ماہ دن گن گن کر گزرا۔ ہر روز نگاہیں بے تابی سے کیلنڈر کی طرف اٹھ جاتیں۔ جونہی فروری کی تاریخیں بڑھتی جا رہی تھیں اسی طرح ہماری احمدی بہنوں کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ آخر خدا خدا کر کے یکم مارچ کا دن اپنی پوری آب و تاب سے جلوہ پذیر ہوا۔ صبح ہی سے "فوکت ہس" میں جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ جونہی گھڑیال نے سوا چار کا اعلان کیا ہم نے "فوکت ہس" کی راہ لی یہ مختصر سا سفر عجیب ذہنی تصورات میں گزرا۔ جیسے ہی ہال میں قدم رکھا اپنے نارویجین امام صاحب نور احمد بولستاد صاحب کو حسب معمول اپنے کام پر جھکے ہوئے پایا۔

یکے بعد دیگرے احمدی مستورات کی آمد شروع ہوئی۔ ہر مسکراتا ہوا چہرہ بڑی خندہ پیشانی سے ایک دوسرے سے ملنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوئے بھی سلام کہنے اور تعارف کروانے کا انداز ایسا تھا گویا کہ سب خواتین ایک ہی خاندان کی افراد ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد مردوں کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ اس اجلاس کی کارروائی ہماری احمدی مستورات نے دوسرے ہال میں بیٹھ کر سنی۔

اس اجلاس کے فوراً بعد مولوی منیر الدین احمد صاحب مربی (سویڈن و ناروے) نے اپنی زیر صدارت لجنہ اماء اللہ ناروے کا انتخاب کروایا۔

سب سے پہلے مربی صاحب نے لجنہ کے قیام کی غرض و غایت پر مختصر تقریر فرمائی۔ آپ کے خطاب کے بعد لجنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس وقت ناروے کی جماعت کی کل 13 ممبرات ہیں۔ اور ناصرات کی تعداد تین ہے جغرافیائی حد بندی کے لحاظ سے اگر دنیا کے نقشے پر دیکھا جائے تو ناروے دنیا کے آخری کنارے پر ہے۔ اس حد بندی کو دیکھ کر حضرت بانی سلسلہ کے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے بارے میں یہ الفاظ بار بار ذہن میں آتے ہیں کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔" بے اختیار باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کو دل بے تاب ہو جاتا ہے کہ آج ہم نے خدا کے فضل سے خود ان الفاظ کی صداقت کو پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا ہے اور اس کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ کو ملنے والی وہ خدائی خبر کہ "میں نے خواب میں سفید پرندوں کو پکڑتے ہوئے دیکھا ہے۔" جب ہم اپنے امام صاحب نور احمد بولستاد اور ان کی بیگم صاحبہ اور سویڈن اور ڈنمارک کے احمدی احباب اور مستورات کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار زبان کہہ اٹھتی ہے۔ میرے رب کی شان بہت بڑی ہے۔

ہم تمام لجنات کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرے اور ہم سب کو دین کی خدمت کرنے اور امام جماعت کی آواز پر ہر دم لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ لجنہ اماء اللہ ناروے کی ممبرات اپنے امام صاحب نور احمد بولستاد۔ منیر الدین احمد صاحب اور مربی جرمنی حیدر علی ظفر صاحب (جو ان دنوں ناروے میں تھے) کی بہت ممنون ہیں جنہوں نے اپنی کوششوں سے ناروے کی احمدی مستورات کو ایک تنظیم کی شکل میں اکٹھا کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو اجر خیر دے اور ان کے کاموں میں مزید برکت ڈالے۔ آمین۔

سپاسنامہ اور خطاب حضرت امام جماعت الثالث کی ناروے میں تشریف آوری کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ ناروے کی طرف سے حضرت صاحب اور بیگم صاحبہ کی خدمت میں مندرجہ ذیل ایڈریس پیش کیا گیا:-

"بخدمت امام جماعت الثالث و حضرت سیدہ بیگم صاحبہ!

سلام

ہمارے پیارے (حضرت صاحب) و بیگم صاحبہ۔ آج ہر سو خوشی کی کلیاں چٹک رہی ہیں۔ ہر پتہ اور ہر پھول پہلے سے زیادہ مسرور اور شاداں ہے اور باغ احمد کا ہر غنچہ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور حسین نظر آتا ہے۔ ہر چہرہ اپنی خوش بختی پر نازاں ہے کہ آج ہمارا پیارا محبوب' ہمارا مہربان و شفیق آقا' ہمارا دلبر' ہمارا رہنماء ہمارا سالار اعظم ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے ہمارے دلوں کو منور کرنے اور اپنے دیدار سے مستفید کروانے اور ہماری خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے ہم میں تشریف فرما ہے۔

آج خدائے واحد ذوالجلال اور اس کے فرشتے بھی خوش ہیں کہ اس کے برگزیدہ امام جماعت کے ذریعہ دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے۔ اور ہم حضرت بانی سلسلہ کے ارشادات کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" اور "میں تیری (دعوت) کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" اے مہربان و شفیق ہستی آج ہم اپنی خوش بختی پر نازاں ہیں کہ ہمیں یہ مبارک گھڑیاں دیکھنی نصیب ہوئیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کا ناروے آنا مبارک کرے اور آپ کے ذریعے تاریک دلوں کو منور کر دے۔ اور سست روحوں کو بیدار کر دے (-) اور تمام دنیا میں ایک ہی جھنڈا لہرا دے۔ اور وہ جھنڈا ہو "دین حق کا جھنڈا۔"

ہمارے پیارے رہنما! ہم آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتی ہیں کہ آپ نے گوٹن برگ (سویڈن) میں خدا کے گھر کا سنگ بنیاد رکھ کر اپنے اس سفر کو تاریخی بنا دیا۔ اب کتنے خوش بخت ہوں گے اہل گوٹن برگ جن کے کان

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر مرزا سلطان احمد

پیدائش

جب سے انسان کو شعور عطا ہوا ہے‘ وہ اپنے گردوپیش کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ ابتداء میں تو اس کی نظر محدود تھی لیکن وقت کے ساتھ اس کی سوچ کا دائرہ بڑھتا گیا۔ اس نے صرف زمین اور اس کے ماحول کو ہی نہیں بلکہ سورج‘ چاند اور ستاروں کو بھی سمجھنے کی کوشش شروع کی۔ شروع میں تو اسے کائنات کی وسعت کا اندازہ تک نہ تھا۔ لیکن اس زمانے سے ہی ایک سوال سوچنے والوں کے ذہن میں ابھرتا رہا ہے۔ کہ یہ تمام کائنات کس طرح پیدا ہوئی‘ اس کا آغاز کب اور کیسے ہوا؟

ہزاروں سال قبل ایک دور تھا جب اس قسم کے ہر سوال کے جواب میں ایک دیومالائی قصہ رواج پا جاتا تھا۔ تخلیق کائنات کے معمے کو حل کرنے کے لئے بھی ایسی بہت سی کہانیاں قدیم تہذیبوں میں مشہور تھیں۔ ایک ایسی ہی توہماتی کہانی بابل کے کھنڈرات سے‘ تختیوں پر لکھی ہوئی ملی تھی۔ اس کے مطابق زمین و آسمان دیوتاؤں کی جنگ کے نتیجے میں بنے تھے۔ جب مردوک (Marduk) دیوتا نے تیامت دیوی (Tiamat) پر فتح پائی تو اس کی لاش کے دو ٹکڑے کرکے‘ ایک سے زمین اور دوسرے سے آسمان بنایا۔ ایک قدیم مصری کہاوت کے مطابق تمام اجرام فلکی ایک دیوتا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ جس چیز کا اس نے نام لیا وہ وجود میں آتی گئی۔

اس کے علاوہ قدیم مذاہب کی کتب اور روایات نے بھی اس عالم کی ابتداء کے متعلق اپنے اپنے نظریات پیش کئے۔ بائبل کی پہلی کتاب کا آغاز زمین و آسمان کی تخلیق سے ہوتا ہے۔ اور اسی نسبت سے اس کتاب کا نام "پیدائش" ہے۔ اس کے آغاز میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین چاند سورج اور ستارے کس ترتیب میں بنے۔ نباتات کا آغاز کس طرح ہوا اور حیوانی زندگی کا سفر کن مراحل سے گزرتا ہوا انسان کی تخلیق تک پہنچا۔ یہ سب چھ دنوں میں تقسیم کرکے بیان کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں دن سے مراد ایک دور ہے۔ لیکن انسانی زندگی پر ایک اور دور بھی آنے والا تھا۔ جب اپنے تجسّس‘ مشاہدے اور ریاضی میں دسترس کو بنیاد بناتے ہوئے‘ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی کائنات کو سمجھنے کی کوشش شروع کرنی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہزاروں سال پرانی ان روایات کو پرکھنے کا عمل بھی شروع ہو گیا جو بائبل کے آغاز میں درج ہیں۔ جنہیں اس وقت تک عیسائی اور یہودی دنیا بطور عقیدے کے من و عن مانتی آئی تھی۔

اس موڑ پر چرچ اور نئی سوچ کے سائنسدانوں میں اختلافات شروع ہوئے۔ جب کوپرنیکس نے نظریہ پیش کیا کہ زمین کائنات کا مرکز نہیں بلکہ سورج کے گرد چکر لگاتی ہے تو ان خیالات کی تشہیر کو جرم قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد گلیلیو نے نئی ایجاد کردہ دوربین کی مدد سے ان نظریات کا جائزہ لیا تو نتیجہ انؐ کی تصدیق میں نکلا۔ گلیلیو نے اس وقت کی بااثر مذہبی شخصیتوں کو خطوط لکھے کہ بائبل کے ان مقامات کو جو سائنسی تحقیق کے خلاف ہیں محض تمثیلی طور پر مانا جائے تو بہتر ہے ورنہ اگر یہ نظریات قطعی طور پر ثابت ہو گئے تو لوگوں کے عقائد کو دھچکا پہنچے گا۔ لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوا۔ مگر اتنا ضرور ہوا کہ 1624ء میں گلیلیو کو پوپ سے روایتی نظریات اور کوپرنیکس کی تحقیق میں ایک موازنہ شائع کرنے کی اجازت مل گئی لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ گلیلیو کوپرنیکس کی واضح تصدیق نہیں کرے گا۔ گلیلیو کی کتاب 1632ء میں منظر عام پر آئی۔ یہ تازہ ہوا کا جھونکا شدت پسندوں کے لئے بھونچال ثابت ہوا۔ پوپ کے سامنے یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ اگرچہ اس کتاب میں صرف مختلف نظریات کا موازنہ کیا گیا ہے لیکن کوپرنیکس کے خیالات کے حق میں اتنے مضبوط دلائل دیئے گئے ہیں کہ نتیجہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ بات ان کے فہم نارسا ذہنوں میں نہ آسکی کہ غلط نظریات کے حق میں گلیلیو مضبوط دلائل کہاں سے لاتا۔ بہرحال پوپ کے فرمان پر گلیلیو کو عدالت میں پیش ہونا پڑا۔ جس کے نتیجے میں اس کی کتاب کی اشاعت پر پابندی لگا دی گئی اور اسے عمر بھر کے لئے اس کے گھر میں نظربند کر دیا گیا۔ اس کے باوجود آنے والی صدیوں میں تحقیق کا سفر جاری رہا۔ اب تصویر کم از کم اس حد تک واضح ہے کہ اس کائنات کی تخلیق بالخصوص اس کی ترتیب پر بائبل اور سائنسی حقائق کا آسانی سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

اب تک کی سائنسی تحقیق کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔ کائنات کا آغاز آج سے قریباً پندرہ ارب سال قبل ایک عظیم الشان دھماکے کے ساتھ ہوا۔ اس دھماکے کو سائنسی اصطلاح میں Big Bang کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے تمام مادہ (Matter) ناقابل فہم کثافت (Density) کے ساتھ ایک مختصر سی جگہ پر جمع تھا۔ اس وقت مالیکیول نہیں تھے۔ ایٹم نہیں تھے۔ الیکٹرون‘ پروٹون اور نیوٹران بھی موجود نہیں تھے۔ یہ سب کچھ کس صورت میں ایک چھوٹی سی جگہ میں قید تھا‘ اب تک انسان اس راز تک نہیں پہنچ سکا۔ پھر کسی وجہ سے ایک بہت بڑے دھماکے کے ساتھ یہ مادہ منتشر ہونا شروع ہوا اور یوں اس کائنات کی تخلیق کا سفر شروع ہوتا ہے۔ اس دھماکے (Big Bang) کے معاً بعد یہ کائنات ناقابل تصور حد تک گرم تھی۔ اس درجہ حرارت پر مادے کے بنیادی ذرات‘ الیکٹران‘ پروٹون اور نیوٹران بنے۔ اس آغاز کے قریباً سو سیکنڈ کے بعد درجہ حرارت کم ہو کر دس ارب سینٹی گریڈ ہوا تو ہائیڈروجن کے ایٹم تخلیق ہونا شروع ہوئے۔ نسبتاً زیادہ وزن کے ایٹم اس کے بعد رفتہ رفتہ وجود میں آتے گئے۔ اس وقت سے اب تک یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ Big Bang کے بعد کائنات ایک دھند کی صورت میں تھی۔ پھر بعض مقامات پر دھند زیادہ کثافت (Density) کے ساتھ جمع ہونی شروع ہوئی۔ کشش ثقل نے اسے مزید سمیٹ کر ستاروں کی ابتدائی شکل Protostars میں ڈھال دیا۔ اس عمل کے نتیجے میں ستاروں کا مرکزی حصہ بہت گرم ہوا۔ جب چھ کروڑ سال کا عرصہ گزر گیا تو اس مرکزی حصے میں Nuclear Fusion کا عمل شروع ہوا۔ جس کے نتیجے میں ہائیڈروجن سے ہیلیم (Helium) بننی شروع ہوئی اور توانائی بہت بڑی مقدار میں پیدا ہونے لگی دیگر ستاروں کی طرح ہمارا سورج بھی اسی طرح تخلیق ہوا تھا۔ اور اس عمل Nuclear Fusion کے ذریعہ سے آج تک زمین کو توانائی مہیا کر رہا ہے۔

سورج کی عمر قریباً پانچ ارب سال ہے اور یہ ایک درمیانی عمر کا ستارہ ہے۔ سائنسدانوں کے حساب کے مطابق ابھی اس میں قریباً پانچ ارب سال کا ایندھن موجود ہے۔ پھر اس میں ہائیڈروجن ختم ہو جائے گی۔ اور یہ حجم میں کئی گنا ہو کر زمین کو بھی اپنے اندر مدغم کر لے گا۔ ستاروں کی زندگی میں اس مرحلے کو Red Giants کہا جاتا ہے۔

زمین کے بننے کے متعلق بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ زمین اور اس کے ساتھ کے سیارے سورج کے اردگرد موجود مادے دھند سے پیدا ہوئے۔ اس کے برعکس کچھ ماہر فلکیات یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ آج سے قریباً ساڑھے چار ارب سال قبل سورج سے گیس کے بڑے بڑے گولے نکلے جنہوں نے بعد میں زمین اور دیگر سیاروں کی صورت اختیار کی۔ پہلے زمین گیس کی صورت میں تھی۔ پھر نسبتاً سرد ہو کر کھولتے ہوئے مائع کرے میں تبدیل ہوئی۔ پھر اس کے اوپر کا حصہ سرد ہو کر وہ ٹھوس زمین بنا جس پر ہم رہتے ہیں۔ اس کے چھلکے کی موٹائی 32 سے 48 کلومیٹر ہے اور اس کے اندر کھولتا ہوا مائع موجود ہے۔

بائبل میں کائنات کی تخلیق کو دنوں میں تقسیم کرکے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے دن کا بیان یوں شروع ہوتا ہے۔

"خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا"

(پیدائش باب۱)

گویا زمین پہلے دن میں بنی تھی اور بائبل کے مطابق ہی سورج اور ستارے چوتھے دن میں وجود میں آئے تھے۔ جبکہ سائنسی طور پر زمین کی تخلیق سورج کے بعد ہوئی تھی نہ کہ پہلے۔ اس کے بعد ترتیب کی یہ غلطی اور واضح ہو جاتی ہے کیونکہ اگلے فقروں میں لکھا ہے کہ زمین پر پانی موجود تھا مگر مکمل اندھیرا تھا پھر بعد میں روشنی وجود میں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے بہت قبل کہ زمین پر پانی موجود ہوتا سورج نے روشنی دینی شروع کر دی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک تضاد ہے کہ زمین پر روشنی تو پہلے دن سے موجود تھی لیکن سورج‘ چاند اور ستارے چوتھے دن میں بنے تھے۔ دوسرے دن کے متعلق عبارت کافی مبہم ہے۔ لکھا ہے

"اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے درمیان فضا ہو

ایک اچھی بات

ایمان بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

تاکہ پانی پانی سے جدا ہو جائے۔ پس خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے پانی کو فضا کے اوپر کے پانی سے جدا کیا.... سو دوسرا دن ہوا۔"

(پیدائش باب۱)

یہ عبارت غیر واضح ہے اور اس کی سائنسی وضاحت کرنا ممکن نہیں دوسرے دن کے بیان کے متعلق ایک عیسائی مصنف Maurice Bucaile نے یہ رائے دی ہے۔

"پانی کا دو حصوں میں تقسیم ہونے کا یہ تصور سائنسی طور پر ناقابل قبول ہے۔"

(The Bible the Quran the Science page22)

تیسرے دن کا بیان اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں زندگی کا آغاز بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے

"اور خدا نے کہا کہ آسمان کے نیچے کا پانی ایک جگہ جمع ہو کہ خشکی نظر آئے اور ایسا ہی ہوا۔ اور خدا نے خشکی کو زمین کہا اور جو پانی جمع ہو گیا تھا اس کو سمندر"

(پیدائش باب۱)

یہاں تک سمندروں کے بننے کا اور خشکی کے ظاہر ہونے کا ذکر ہے۔ سائنسی طور پر سمندر اس طرح وجود میں آئے کہ ابتداء میں زمین اتنی گرم تھی کہ اس پر پانی مائع حالت میں موجود نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ سارا پانی بھاپ کی صورت میں فضا کے اندر موجود تھا۔ آہستہ آہستہ زمین کا درجہ حرارت گرتا گیا۔ پھر ایک مرحلے پر اس بھاپ نے بارش بن کر برسنا شروع کیا۔ ہزاروں سال تک مسلسل زمین پر بارشیں برستی رہیں۔ اور اس کے نتیجے میں سطح زمین کی نسبتاً نچلی سطح پر سمندر وجود میں آئے۔

شروع شروع میں زمین کا خشک حصہ ایک ہی ٹکڑے کی صورت میں موجود تھا۔ اسے سائنسی اصطلاح میں Pangaea یا Supercontinent (عظیم براعظم) کہا جاتا ہے۔ پھر زمین کے اندر سے نکلنے والی حرارت نے اس عظیم براعظم کو ٹکڑوں میں توڑ کر پھیلانا شروع کیا۔ ایک اور نظریہ کے مطابق جو Wilsons Cycle کا نظریہ کہلاتا ہے‘ براعظموں کے ملنے اور پھر علیحدہ ہونے کا یہ عمل زمین کی تاریخ میں کئی مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ اس کے بعد تیسرے دن کی تفاصیل نباتات کی تخلیق کو یوں بیان کرتی ہیں۔

"اور خدا نے کہا کہ زمین گھاس اور بیج دار بوٹیوں اور پھلدار درختوں کو جن کے بیج ان کی جنس کے موافق پھلیں اور جو زمین پر اپنے آپ ہی میں بیج رکھیں‘ اگائے اور ایسا ہی ہوا........ سو تیسرا دن ہوا"

(پیدائش باب۱)

یہ بات درست بتائی گئی ہے کہ حیوانی زندگی سے قبل نباتات کے ذریعہ اس کرہ ارض پر زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ تحقیق کے مطابق ایمونیا

باقی صفحہ 6 پر

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ نور محمد صاحب

حضرت حافظ نور محمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیان فرمایا:-

ایک دفعہ میں دوپہر کو نہر کا پانی کھیت کو دیتے ہوئے تنہا ایک درخت کے سائے تلے دعا کر رہا تھا کہ الٰہی میری اولاد کو نیک بنا۔ تو اس وقت القاء ہوا۔ (-) اور پھر میرا بڑا لڑکا عنایت بیمار ہو گیا۔ میں اسے اور اس کی والدہ کو ڈولی میں ڈال کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پاس لے آیا۔ اس وقت عزیز رحمت شاکر والدہ کے پیٹ میں تھے۔ یہ جون کے دن تھے۔ آپ نے ایک دن بعد عشاء فرمایا کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے مکان تپ رہے ہیں بہتر ہے کہ اس بچے کو کھلی ہوا میں لے جاؤ کیونکہ اس کو تپ محرقہ ہے۔ اس مشورے پر عمل کر کے ہم نے موضع کھارا پیغام بھیجا اور ہم وہاں چلے گئے۔ جاتے وقت حضرت صاحب نے ہمیں ایک پنکھی اور آدھ سیر مصری دی اور فرمایا کہ گاؤ زبان کے پتے بھگو کر مصری ڈال کر اس کو دیتے رہو۔ ہم وہاں دو تین دن رہے۔ میں روزانہ آکر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دوا لے جاتا تھا مگر ایک روز وہ زیادہ بیمار ہو گیا۔ صبح کو جمعہ کا دن تھا ہم نے مناسب سمجھا کہ اسے گھر لے آئیں۔ چنانچہ ہمارے اقارب نے ڈولی اٹھائی۔ میں نے راستے میں کہا کہ آپ ڈولی لے چلیں۔ میں قادیان میں جمعہ پڑھ آؤں۔ قادیان کے راستے میں دعا کی اور جمعہ قادیان میں پڑھ کر گاؤں چلا گیا۔ مجھے زندگی کی امید نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ چونکہ کلی صحت نہ ہوئی تھی اس لئے دوبارہ حضرت صاحب سے اس کا حال بیان کیا کہ اس کے پیٹ میں درد ہے۔ فرمایا کہ اس کے پیٹ میں سدہ ہو گیا ہے۔ رومی مستگی اور گلقند کھلاؤ۔ چونکہ ہر روز قادیان میں جانا پڑتا تھا۔ اور اسے صحت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ اسے پھر قادیان لے آؤ۔ چنانچہ یہاں علاج ہوتا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ صحت یاب ہو گیا اور اس کے بعد چار پانچ سال زندہ رہا۔

میں قادیان میں ہی تھا کہ مجھے پیغام ملا میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ یہ لڑکا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت صاحب کی دعاؤں کی برکت سے صحت یاب ہو گیا ہے اور اس کا ایک بھائی بھی پیدا ہوا ہے۔ حضرت صاحب آپ اس کا نام تجویز فرمائیں۔ مجھے آواز آئی تھی۔ لڑکا۔ لڑکا۔ لڑکا۔ صالح۔ صالح۔ صالح۔ آپ نے فرمایا اس کا نام رحمت اللہ رکھو.......

محترم شاکر صاحب 1901ء میں پیدا ہوئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت والد ماجد مجھے ایک دفعہ اپنے ساتھ قادیان لائے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گھر میں ملاقات کے وقت مجھے کچھ نقدی دی جو میں نے بطور نذرانہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دی۔

آپ اپنے گاؤں میں پرائمری میں کامیاب ہو کر 1911ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی جونیئر کلاس میں داخل ہوئے۔ 1917ء میں یا اگلے سال میٹرک میں کامیاب ہو کر قلعہ فیروزپور میں دفتر کنٹرولر آف ملٹری اکاؤنٹس لاہور اور فیروزپور میں اور ایم۔ ای۔ ایس۔ نوشہرہ چھاؤنی میں آپ نے ملازمت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ستمبر 1927ء میں آپ کو قادیان کھینچ لایا۔ جبکہ آپ سلسلہ کے آرگن الفضل کے ادارہ میں شامل کر دیئے گئے۔

الفضل آہستہ آہستہ روزنامے کی شکل اختیار کر گیا اور آپ ایک عرصے تک بطور نائب مدیر اور تھوڑے عرصے تک اس کے اسسٹنٹ مینیجر کے طور پر کام کرتے رہے۔ سلسلہ احمدیہ میں یہ مرکز کا واحد نقیب و ترجمان ہے۔ امام وقت کے خطبات وغیرہ و تقاریر اور اہم کارروائیوں کی جو مرکزی ہوں یا جماعت کی شاخوں کی؛ اس میں شائع ہوتی ہیں۔ مخالفین کے اعتراضات کا' جو ہم عصر لٹریچر اور اخبارات میں شائع ہوں یا دیگر ذرائع سے موصول ہوں' کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ تربیتی دعوت الی اللہ سے متعلق اور اب دین حق کی تاریخ کے متعلق مضامین پر خامہ فرسائی ہوتی ہے۔

نہ صرف یہ کہ مخالفین کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے بلکہ احباب جماعت کو بھی دھیان میں لانا ہوتا ہے جن کا علمی معیار بہت بلند ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی کی علمی لحاظ سے اعلیٰ اور تیزی سے بیان کردہ تقاریر کا حیطہ تحریر میں لانا کوئی سہل امر نہ تھا۔ حاضر باشی بھی بہت تھی۔ بعد عصر اور بعد عشاء اور بعض دفعہ دیگر تقریبات میں حضرت صاحب کے کلمات محفوظ کرنے ہوتے تھے۔ مشاورت سالانہ' جلسہ سالانہ اور مقدمات کی روئیدادیں مرتب کرنا بھی اسی ادارے کے ذمہ تھا۔ گو مشاورت میں زائد عملہ بھی مل جاتا تھا۔ اس کارکردگی کا چند سالوں کا خلاصہ دکھانے کے لئے حاشیہ میں دیا گیا ہے۔

نہ صرف شاکر صاحب کو ان مفوضہ فرائض سے عہدہ برا ہونے کی توفیق ملی اور آپ 1950ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ اور اب سیالکوٹ شہر میں مقیم ہیں آپ شاعر بھی ہیں۔ تقسیم ملک سے قبل آپ نے مطالبات تحریک جدید کو منظوم کیا تھا۔ جسے بطور چارٹ دفتر تحریک جدید میں اور محمد یامین صاحب تاجر کتب نے اپنی ایک جنتری میں شائع کیا تھا۔

آپ نے ایک کتاب مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے تالیف کی تھی۔ جس کا ترجمہ بنگالی زبان میں بھی ہوا تھا۔ نیشنل لیگ میں بھی آپ نے خدمت کا موقعہ پایا۔

پہلے آپ کی شادی ڈاکٹر محمد عبداللہ خان صاحب گگے زئی سکنہ نوشہرہ گگے زئیاں ضلع سیالکوٹ کی دختر مریم بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ 1930ء میں ان کا انتقال ہوا پھر محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ دختر شیخ عبدالعزیز صاحب (رفیق) سکنہ تھہ غلام نبی پسر حضرت شیخ چراغ دین صاحب آپ کے عقد میں آئیں۔

ہماری تاریخ

محترمہ امتہ الحمید صاحبہ بیگم محترم مولانا شیخ نصیرالدین احمد صاحب نے 25۔ دسمبر 1957ء کو احمدیہ جماعت نائیجیریا کی لجنہ اماء اللہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر والدین کے فرائض کے موضوع پر خواتین سے خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ میں والدین کے بچوں کے متعلق فرائض کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ اور تھوڑے سے الفاظ میں یہ کہنا کافی سمجھتی ہوں کہ والدین کو پہلے خود ویسے بننا چاہئے جیسا وہ اپنے بچوں کو بنانا چاہتے ہیں۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں یہ قدرتی بات ہے کہ بچے اپنے ماں باپ کا رنگ لیتے ہیں خاص طور پر وہ ماں کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کرتی ہے اور وہی کچھ وہ بھی کرنا چاہتے ہیں۔ فرض کریں کہ ہم بچوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ انہیں بیت الحمد میں کیا کرنا چاہئے۔ خاص طور پر عبادات اور خطبات کے دوران۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمیں وہاں خاموش رہنا چاہئے اور توجہ کے ساتھ باتیں سننی چاہئیں۔ اب میں ایک سوال پوچھتی ہوں جو میں اپنے آپ سے بھی پوچھتی ہوں اور اپنی دیگر بہنوں سے بھی کہ کیا وہ یہ سمجھتی ہیں کہ اگر بچے والدین کو وہاں باتیں کرتے دیکھیں گے تو انہیں بیت الحمد میں چپ رہ کر وقت گزارنے کی عادت پڑ سکے گی۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ ہم زبان سے کہتے ہیں اس کی طرف ہمارے بچے بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ وہ عام طور پر یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کرتے کیا ہیں۔ اگر کوئی شخص بیت الحمد میں باتیں کرے اور عبادت کے دوران ادھر ادھر دیکھے تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ اسے اس بات کی اہمیت کا کوئی علم نہیں کہ بیت میں کیا کرنا چاہئے۔

ایک اور بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے مستقبل کے بہتر ہونے کے لئے ماں کی کوششیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ میں سب والدین سے یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ ان کی عدم موجودگی میں یعنی جب والدین دنیا سے گزر جائیں تو بچے ایسا اچھا نمونہ پیش کریں۔ کیا اس دنیا کی زندگی مختصر نہیں ہے کیا ہم سب نے اس دنیا کو چھوڑ نہیں جانا۔ اور ہمارے بعد ہماری اولادوں نے ہماری جگہ لینی ہے۔ ہمارے اجسام فانی ہیں اور ہمیں ان کی طرف اتنی ہی توجہ دینی چاہئے جتنی کہ ضروری ہے۔ کیونکہ انسان جسم اور روح سے بنا ہوا ہے۔ اگر وہ اپنی ساری توجہ جسم کی طرف دے تو اس کی روح تشنہ رہ جاتی ہے۔ ہم ہمیشہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے تادیر زندہ رہیں لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہم ان کی روحوں کو بہتر بنانے کے لئے کیا کرتے ہیں۔ ان کے جسم تو ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کی روحوں نے باقی رہنا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کی طرف اس طرح توجہ دیں کہ ان کی روحانی زندگی بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے۔ اگر وہ عبادات کی طرف توجہ نہ دیں اگر وہ نیک کرداری کی طرف توجہ نہ دیں تو ان پر خاص توجہ دے کر انہیں ان باتوں کی طرف مائل کرنا چاہئے۔ ماؤں کا یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کو بہتر بنا کر جسمانی اور روحانی طور پر قوم اور ملک کے سامنے پیش کریں۔

ہم بچوں کی تعلیم کے متعلق تو بہت کچھ سنتے ہیں لیکن شائد ہم لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کی پہلی سیڑھی ماں کی گود ہے۔

آخیر پر محترمہ امتہ الحمید صاحبہ نے خدا تعالیٰ سے دعا کی وہ ہم سب کو سچی احمدی خواتین بنائے اور ہم اپنے بچوں کو بہتر طریق پر پروان چڑھا سکیں۔

یہ تقریر اخبار ٹروتھ کے 28۔ فروری 1958ء کے شمارہ میں شائع ہوئی۔

بقیہ صفحہ 3

ہر روز پانچ وقت اللہ سب سے بڑا ہے کی آواز سے مسحور ہوا کریں گے۔

اے امام جماعت! ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اہل ناروے کو بھی خدا تعالیٰ کے گھر کی بنیاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں بھی خدمت دین کی توفیق دے

ہماری لجنہ اماء اللہ ناروے جس کی تنظیم مارچ 1975ء میں ہوئی۔ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اس راہ میں جان و مال کی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم میں بھی (خاتون رفقاء) والا جذبہ پیدا کر دے۔ تاہم بھی ہر لحاظ سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ثابت ہوں۔ ہم میں بھی وہی جذبہ۔ وہی لگن۔ وہی قوت وہی حوصلہ پیدا ہو جو ان میں تھا اور یہ صرف حضرت صاحب کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔

آخر میں ہماری یہی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کا سفر میں ہر طرح سے حامی و ناصر ہو اور آپ کا بابرکت سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور ہم ہر دم آپ کی آواز پر لبیک کہنے والی ہوں۔
آمین

ممبرات لجنہ اماء اللہ ناروے

یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

امریکہ کی طرف سے ایران کو مذاکرات کی پیشکش

امریکہ اور ایران کے تعلقات ایران میں اسلامی انقلاب کے وقت سے خراب بلکہ کشیدہ چلے آ رہے ہیں۔ سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کو امریکہ کا زبردست حامی اور بہت بڑا دوست سمجھا جاتا تھا۔ لیکن امریکہ اپنے دوست کو نہ بچا سکا اور 1979ء میں ایران کے شاہ کو ملک چھوڑ کر جانا پڑ گیا اور اس کے چند ماہ کے اندر اندر فرانس میں جلاوطن اسی سالہ آیت اللہ خمینی نے واپس آکر ملک کے اقتدار پر قبضہ کر لیا اس کے تھوڑی دیر کے بعد ایران میں امریکی سفارت خانے پر قبضہ کر کے سفارت کاروں کو یرغمال بنا لیا گیا جن کو چھڑانے میں ناکامی پر صدر کارٹر انتخابات ہار گئے۔ اس کے بعد جو بھی دن چڑھا وہ ایران امریکہ تعلقات میں خرابی کا چڑھا۔

چند سالوں سے امریکہ نے ایران کو ان ملکوں کی فہرست میں شامل کر رکھا ہے جو اس کے بقول دہشت گرد ہیں امریکہ نے ایران پر اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کی بھی کوشش کی اپنے اتحادیوں کو ایران سے تجارت کرنے سے روک کر ایران کو الگ تھلگ کرنے کی کوشش بھی کی۔ ان ساری کوششوں کے باوجود ایران کو ایسی مشکلات میں مبتلا نہ کیا جا سکا کہ وہ امریکی دوستی کا دم بھرنے پر مجبور ہو سکتا۔ کئی بار تو صورت حال یہاں تک جا پہنچی کہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ امریکہ ایران پر حملہ کر دے گا۔

اس صورت حال میں کبھی بہتری کا موڑ پیدا نہ ہو سکا۔ صدر کارٹر کے بعد صدر ریگن کا 8 سالہ دور ہو یا صدر بش کا چار سالہ دور اور یا حالیہ صدر کلنٹن کا چار سالہ دور ہو۔ ایران امریکہ تعلقات میں کشیدگی جاری رہی۔

اب یہ سننے میں آیا ہے کہ امریکہ نے ایران کو مذاکرات کی پیشکش کی ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق امریکہ کے نائب وزیر خارجہ برائے مشرقی امور نے متحدہ عرب امارات کے دورے کے دوران کہا ہے کہ امریکہ ایران کے ساتھ مذاکرات کا خواہشمند ہے۔ اور اختلافات کے خاتمہ کے لئے سنجیدہ بات چیت کے لئے تیار ہے۔

اگر امریکہ واقعی اپنی پیشکش میں سنجیدہ ہے اور ایران کی حکومت اس پیشکش کو قبول بھی کر لیتی ہے تو یہ اقدام علاقہ میں خصوصاً اور دنیا بھر میں عموماً امن کے لئے ایک اچھا قدم ہو گا۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ایران کی حکومت اس پیشکش پر کیا رد عمل ظاہر کرتی ہے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کے اوقات میں تبدیلی

○ لندن میں اوقات تبدیل ہو جانے کی وجہ سے 27- اکتوبر سے احمدیہ ٹیلی ویژن کے پروگراموں کا وقت ایک گھنٹہ آگے کر لیا جائے۔

خطبہ : 6 بجے شام

ملاقات : 7 بجے شام آیا کرے گی

احباب نوٹ فرمالیں

بقیہ صفحہ 3

اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

اور اس مصرعے کی تکرار ہوتی ہے کہ بعض دفعہ بہار آنے سے پہلے یہ تمنا ہوتی تھی کہ بہار میں یہ ہو گا اور وہ ہو گا۔ مگر نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا۔ اور بہار کے آخر پر انسان مڑ کر دیکھتا ہے تو حسرت سے کہتا ہے کہ

اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی انسانی زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک نصیحت فرمائی ہے کہ اے غافل تو اپنی عمر پر نگاہ ڈال کر غور کر یہ نہ ہو کہ خدمت (کلام الہٰی) سے عاری ہی اس دنیا سے سفر کر رہا ہو اور یہ احساس بہت دیر میں پیدا ہو کہ میں پیدا ہوا بڑا ہوا اللہ تعالیٰ کے احسانات سے فائدہ اٹھائے۔ اچھی زندگی گزر گئی مگر خدمت کلام الٰہی کی توفیق نہ ملی۔

(الفضل 13- اپریل 1995ء)

بقیہ صفحہ 4

(Ammonia) میتھین (Methane) پانی اور کاربن پر آسمانی بجلی کے عمل سے زمین پر Amino Acid اور پروٹین کے مالیکیول بننے شروع ہوئے۔ پھر ایک خلیے پر مشتمل (Unicellular) زندگی وجود میں آئی جس میں اپنی نسل چلانے کی اہلیت موجود تھی۔ اس کے بعد ان خلیوں میں جب کلوروفل پیدا ہوا اور Photosynthesis کا عمل شروع ہوا تو نباتاتی زندگی کا آغاز ہوا۔ نباتات میں سب سے پہلے Algae نے زمین پر نشوونما پانی شروع کی۔ پہلے پہل نباتات سمندروں تک اور دریاؤں تک محدود تھیں پھر انہوں نے زمین کو ڈھانپنا شروع کیا اور وہ سب چیزیں پیدا ہوئیں جن کا اوپر کے حوالے میں ذکر ہے۔ نباتات کی کثرت کے بعد ہی فضا میں آکسیجن کی مقدار اتنی بڑھی کہ حیوانی زندگی اس میں زندہ رہ سکے۔

اب بائبل چوتھے دن کے تذکرے پر یوں پہنچتی ہے۔

"اور خدا نے کہا کہ فلک پر نیر ہوں کہ دن کو رات سے الگ کریں اور وہ نشانوں اور زمانوں اور دنوں اور برسوں کے امتیاز کے لئے ہوں۔ اور وہ فلک پر انوار کے لئے ہوں کہ زمین پر روشنی ڈالیں۔ اور ایسا ہی ہوا۔ سو خدا نے دو بڑے نیر بنائے۔ ایک نیر اکبر کہ دن پر حکم کرے اور ایک نیر اصغر کہ رات پر حکم کرے اور اس نے ستاروں کو بھی بنایا..... سو چوتھا دن ہوا۔"

(پیدائش باب 1)

واضح رہے کہ چوتھے دن سے قبل زمین اور زمین پر موجود نباتات کی پیدائش ہو چکی تھی اور ان سب کے بعد سورج، چاند اور ستارے وجود میں آئے۔ یہ تصور بالکل غلط ہے۔ اور اس کی تردید کے لئے لمبی چوڑی سائنسی تحقیق کی ضرورت نہیں بلکہ عقل سلیم ہی اسے قبول نہیں کر سکتی۔ کیونکہ زمین پر موجود نباتات کی بقا سورج کی توانائی پر منحصر ہے اور اس کے بغیر کسی قسم کی نباتاتی زندگی کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

اب حیوانی زندگی کی باری آتی ہے۔ بائبل میں حیوانات کی پیدائش کو پانچویں اور چھٹے دن میں اس طرز پر بیان کیا گیا ہے۔

"اور خدا نے کہا کہ پانی جانداروں کو کثرت سے پیدا کرے اور پرندے زمین کے اوپر فضا میں اڑیں۔ اور خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قسم کے جاندار کو جو پانی سے بکثرت پیدا ہوئے تھے ان کی جنس کے موافق اور ہر قسم کے پرندوں کو ان کی جنس کے موافق پیدا کیا.... سو پانچواں دن ہوا"

(پیدائش باب 1)

اس کے بعد چھٹے دن کا آغاز اس طرح بتایا گیا ہے۔

"اور خدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو ان کی جنس کے موافق چوپائے اور رینگنے والے جاندار اور جنگلی جانور ان کی جنس کے موافق پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا......"

(پیدائش باب 1)

اس مقام پر جانوروں کی چار اقسام کی تخلیق اس ترتیب سے بیان کی گئی ہے۔ (1) آبی جانور (2) پرندے (3) رینگنے والے جانور (Reptiles) (4) چوپائے (Mammals) یہ درست ہے کہ حیوانی زندگی کی ابتداء پانی سے ہوئی۔ اس کا آغاز آج سے تین ارب سال قبل پانی کی تہہ میں بسنے والے Trilobites سے ہوا۔ ان میں سے بعض صرف چند سینٹی میٹر لمبے تھے اور بعض کی لمبائی ایک میٹر تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہ قسم اب نہیں پائی جاتی اور ان کے وجود کی خبر ان کے Fossils سے ملتی ہے۔ اس کے بعد کیچوے، اسپنج اور جیلی فش کی طرز پر زندگی پانی میں نمودار ہونی شروع ہوئی۔ اس دور کو سائنسی اصطلاح میں Cambrian Era کہا جاتا ہے۔

پھر ان آبی جانداروں کے اوپر خول (Shells) بننے لگے اور قریباً چالیس کروڑ سال پہلے ریڑھ کی ہڈی رکھنے والی (Vertebrate) پہلی مچھلی وجود میں آئی۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ مچھلیوں کی دوسری اقسام ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ جھیلیں دریا اور سمندر ان سے بھرنے لگے یہاں تک کہ خوراک کی کمی ایک مسئلہ بن گئی۔ 35 کروڑ سال قبل کچھ مچھلیوں نے خوراک کی تلاش میں خشکی کا رخ کیا۔ اور ان کے چانوں (Fins) نے کچھ تبدیل ہو کر زمین پر چلنے کی اہلیت پیدا کی۔ ایسی مچھلی کو Lobe Fins کہا جاتا ہے۔ پھر خشکی پر سانس لینے کی مناسبت سے ان کے پھیپھڑے بننے شروع ہوئے۔ آج بھی آسٹریلیا میں ایک ایسی مچھلی موجود ہے جس کے پھیپھڑے ہیں اور یہ زمین پر چل بھی سکتی ہے۔

بائبل کے مطابق پانی کے جانوروں کے بعد پانچویں دن میں ہی پرندے وجود میں آئے اور پھر ان کے بعد چھٹے دن میں رینگنے والے جانور (Reptiles) اور چوپائے پیدا ہوئے۔ سائنسی طور پر یہ ترتیب درست نہیں کیونکہ رینگنے والے جانوروں (Reptiles) کی تخلیق پرندوں سے بہت قبل ہوئی تھی۔ رینگنے والے جانور تیس کروڑ سال سے زمین پر پائے جاتے ہیں جبکہ پرندوں کی ابتدائی شکل کا قدیم ترین Fossil قریباً چودہ کروڑ سال پرانا ہے۔

پرواز کا آغاز اس طرز پر ہوا کہ بعض ریڑھ کی ہڈی رکھنے والے جانوروں میں حملہ آوروں سے بچنے کے لئے، اگلی اور پچھلی ٹانگوں کے درمیان ایک جھلی پیدا ہوئی۔ اس کی مدد سے وہ کچھ فاصلے تک اڑ سکتے تھے۔ ایسے پرندوں کے Fossils ملے ہیں جو رینگنے والے جانوروں اور پرندوں کی درمیانی شکل لگتے ہیں۔ ان کو Archaepteryx کہا جاتا ہے یعنی "قدیم پر" ان کے پروں کے اوپر پنجے بھی موجود ہیں۔ اب تک ان کے چھ فاسل (Fossils) دریافت ہو چکے ہیں۔ جن میں سے دو لندن اور برلن کے عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ پھر چھٹے دن میں چوپاؤں (Mammals) کا پیدا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق اندازاً بیس کروڑ سال قبل اپنے بچوں کو دودھ پلانے والے پہلے جانور ظاہر ہونا شروع ہوئے تھے۔ پھر اس کے بعد آخر میں انسان کے پیدا ہونے کا ذکر ہے جس کو خدا نے ذہن عطا کیا تھا تاکہ اپنی بساط کے مطابق خدا تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کر سکے۔

پیدائش کے دوسرے باب تخلیق کائنات کا خلاصہ یوں دیا گیا ہے۔

"یہ ہے زمین و آسمان کی پیدائش، جب وہ خلق ہوئے۔ جس دن خداوند خدا نے زمین اور آسمان بنایا اور زمین پر اب تک کھیت کا کوئی پودا نہ تھا اور نہ میدان کی کوئی سبزی اب تک اگی تھی کیونکہ خداوند خدا نے زمین پر پانی نہیں برسایا تھا اور نہ زمین جوتنے کو کوئی انسان تھا۔ بلکہ زمین سے کہر اٹھتی تھی اور تمام روئے زمین کو سیراب کرتی تھی۔ اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کی نسلوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا"

(پیدائش باب 2)

بعض ماہرین کے مطابق آج کی بائبل میں یہ دونوں مختلف بیانات بائبل کے دو قدیم نسخوں سے لے کر ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ دوسرا والا حوالہ بائبل کے اس نسخے سے لیا گیا ہے جسے Yahwist Version کہا جاتا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ صدیوں کی تحریف نے اصل عبارات کو اس طریق پر بدل دیا ہے کہ سائنسی نکتہ نگاہ سے اس کی توجیہہ کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ Maurice Bucaille نے ان حوالوں کا تجزیہ کرنے کے بعد اپنی کتاب میں یہ نتیجہ نکالا ہے۔

It is a masterpiece of inaccuracy from scientifi; point Of view

(The Bible the quran the Science page22)

یعنی سائنسی نکتہ نظر سے یہ اغلاط کا شاہکار ہے۔

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

فرحت منور لاہور

شیخ بشیر احمد صاحب

پچھلے کئی دنوں سے میرے دل و دماغ پر اس محترم ہستی کی یادیں حاوی ہیں۔ ایسی معزز اور محترمُ ہستی جن کا خون میری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ جن کا خون پا کر میں اس دنیا میں آئی۔ جن کی دعاؤں کے طفیل میں آج پر سکون زندگی گزار رہی ہوں۔

وہ پیاری ہستی میرے بہت ہی پیارے ابو جان ہیں جو 23- دسمبر 1993ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت ہی صابر و شاکر' حوصلہ مند' نہایت سادہ اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ آپ 1935ء کو ضلع سرگودھا کے ایک قصبے کوٹ مومن میں پیدا ہوئے۔

انکساری' عاجزی آپ کا طریق تھا۔ محبت و پیار سے گفتگو کرتے۔ اور جماعتی مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھتے۔ آپ ایک لمبا عرصہ کوٹ مومن جماعت کے صدر رہے اور بڑی خوش اسلوبی سے جماعت کے کام سرانجام دیتے رہے۔ (بیت الذکر) میں عبادت کے علاوہ خطبہ کا فریضہ بھی آپ ادا فرماتے تھے۔ آپ تاجر ہونے کے باوجود باجماعت عبادت کا بہت التزام فرماتے تھے۔

اپنے والدین کے بہت فرمانبردار اور خدمت گزار بیٹے تھے۔ ان کے ہر حکم کو کماحقہ بجالاتے تھے۔ اور ان کی بہت ساری دعائیں لیتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ بچپن میں صبح سویرے سخت سردی کے موسم میں بھی عبادت بیت الذکر میں ادا فرماتے تھے اور واپسی پر تلاوت کلام الٰہی اونچی آواز میں پڑھتے۔ پھر کلام محمود یا درثمین کی کوئی نظم خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ ان کی دل پر اثر کرنے والی آواز سے ہماری آنکھ کھل جاتی تھی۔ اس طرح ہمارا تمام دن بابرکت گزرتا۔

آپ انتہائی ملنسار اور خوش مزاج انسان تھے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ ہر باپ اپنی اولاد کے لئے قابل احترام ہوتا ہے۔ میری اور میرے بہن بھائیوں کے لئے آپ کی ذات قابل فخر رہی ہے۔ کہ انہوں نے نہ صرف دنیوی امور میں ہماری بہترین رہنمائی فرمائی۔ اور ہمیں اپنے مستقبل کو سنوارنے کے قابل بنایا۔ بلکہ اپنے نیک نمونہ اور نیکی کی مسلسل تلقین و تاکید سے ہمیں ہمیشہ نیکی کی راہوں پر چلنے کی ہدایت کی۔ اور ہم سب بہن بھائی اس امر کے گواہ ہیں۔ کہ انہوں نے تربیت اولاد کے بارے میں اپنا فرض کماحقہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے بچپن ہی میں اپنی وصیت کروا لی تھی۔ پھر جیسے جیسے جائیداد بڑھتی گئی۔ اسی حساب سے اپنا چندہ بھی بڑھاتے گئے۔ اور ہر مہینے باقاعدگی سے اپنا چندہ ادا کرتے تھے۔

ایک دفعہ بچپن میں ہمیں شوق پیدا ہوا کہ ہم اپنے سب سے چھوٹے بھائی امجد ندیم کی سالگرہ مناتے ہیں۔ چونکہ امجد تمام بہن بھائیوں کو پیارا اور لاڈلا تھا۔ تو فرمانے لگ ٹھیک ہے منالو۔ ہم سب خوش ہو گئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ سادگی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ سالگرہ ایسے منائی کہ پہلے کلام الٰہی پڑھا گیا پھر کلام محمود سے نظم پڑھی گئی پھر چند چیزیں جو موجود تھی وہ کھائیں۔ آخر میں دعا کروائی گئی پھر فرمانے لگے۔ کہ دیکھا ایسی خوشی میں کیسا سکون ہے۔ جس میں ذکر الٰہی کیا گیا ہے۔ ان کی اس بات کا ہمارے دلوں پر گہرا اثر ہوا۔

میرے بچوں کے ساتھ انہیں بہت ہی زیادہ پیار تھا۔ محترم والد صاحب ہمیشہ ہمارے لئے دعا گو رہتے تھے۔ اور انہوں نے تمام بچوں کی شادیاں توکل الٰہی کی بنیاد پر کیں۔ جب میری شادی طے ہوئی۔ تو فرمانے لگے۔ کہ بیٹی میں نے کوئی رئیس خاندان نہیں دیکھا۔ صرف شریف خاندان کا نیک لڑکا دیکھا ہے۔ باقی سب کچھ خدا کے ہاتھ میں چھوڑتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور والد صاحب کی پُرزور دعاؤں کے طفیل پروردگار نے ایک پر سکون گھر دیا۔ میرے گھر کی تعمیر میں انہوں اپنے بابرکت اور مبارک ہاتھوں سے گھر کی بنیادی اینٹ رکھی۔

الغرض ابو جان بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ زندگی کے آخری چند سالوں میں شوگر' گردوں کی تکلیف اور بعارضہ قلب مبتلا ہو گئے پھر اچانک 23- دسمبر کی رات کو طبیعت خراب ہوئی۔ اور نزدیکی الائیڈ ہسپتال میں لے جایا گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بعد ہی یہ دل ہلا دینے والی خبر ہم تک پہنچی۔ کہ آپ ہم سب سے جدا ہو گئے ہیں وہ جمعرات کی رات تھی۔

اگلے روز فیصل آباد حلقہ کریم نگر کی بیت الذکر میں جنازہ ہوا۔ چونکہ ان دنوں قادیان میں جلسہ سالانہ تھا۔ قادیان میں بھی غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ پھر موصی ہونے کے ناطے ربوہ لے جایا گیا۔ وہاں بھی بیت اقصیٰ میں جنازہ ادا کیا گیا۔ اور اللہ کے فضل سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمارے پیارے ابو جان کو اپنے خاص قرب کا مقام بخشے اور ہمیں بھی ہمیشہ اعلیٰ اخلاق قربانیوں ہے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۸

سکیں اور انہیں (دین حق کے) اخلاق نہ سکھا سکیں تو ان کا آنا فضول اور ہمارا خوش ہونا فضول ہو گا۔ اس حال میں ہمارے فخر کی مثال ایسی ہو گی۔ کہ گھر میں مہمان آئیں۔ لیکن ان کو کھانا کھلانے کا سامان نہ ہو رشتہ داروں کا آنا خوشی کی بات ہے۔ مگر یہ شرم اور رونے کا مقام ہوتا ہے کہ انکو کھانا نہ کھلایا جا سکے۔

اطلاعات و اعلانات

تقریب رخصتانہ

○ مکرمہ خالدہ ارشاد صاحبہ بنت مکرم ملک ارشاد الحق خان صاحب گلشن اقبال کراچی کی تقریب رخصتانہ ہمراہ مکرم انتصار احمد صاحب نذر مربی سلسلہ ابن مکرم چوہدری نذر احمد صاحب قانون گو (وفات یافتہ) محلہ دارالبرکات ربوہ مورخہ 27- اکتوبر 1996ء بروز اتوار برمکان مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب نائب ناظر مال آمد 19/7 دارالعلوم غربی شام پانچ بجے منعقد ہوئی۔ اس موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ عزیزہ خالدہ محترم ملک فضل حق صاحب کی پوتی ہے۔ 28- تاریخ کو مکرم انتصار احمد نذر صاحب نے ایوان محمود میں ولیمہ کی تقریب منعقد کی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔

نکاح و تقریب رخصتانہ

○ مکرمہ امتہ البصیر صاحبہ بنت مکرم شیخ محمود احمد سعید صاحب حیدر آبادی واقف زندگی (وفات یافتہ) کا نکاح مکرم منور احمد ذوالنون صاحب ولد محمود احمد خان لودھی (وفات یافتہ) کے ساتھ مبلغ -/30000 روپے حق مہر پر مورخہ 96-10-24 کو مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے بیت المبارک میں پڑھا۔ مورخہ 96-10-26 کو دفتر جلسہ سالانہ میں رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی جس میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید نے دعا کروائی۔ احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

❀ مکرم ماسٹر محمد ایوب خان صاحب جاوید آف جرمنی ابن مکرم راجہ محمد عبد اللہ خان صاحب راجوری کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 96-7-25 بروز جمعہ المبارک پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ حضرت صاحب نے "ظفر اللہ" نام عطا فرمایا ہے نومولود وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود راجہ عبد العزیز خان صاحب سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ کا نواسہ ہے۔ نومولود کے خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم خالد محمود مجید صاحب مربی سلسلہ احمدیہ بھیرہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 27- اکتوبر کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "طوبیٰ خالد" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم مجید احمد صاحب دارالنصر کی پوتی اور مکرم سلیم اللہ صاحب دارالنصر غربی ربوہ کی نواسی ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو والدین کے لئے قرۃ العین اور خادمہ دین بنائے۔

بعینہ اس سلسلہ کی مثال بھی یہی ہے کہ لوگ اس سلسلہ میں آئیں مگر ہم ان کے سامنے روحانی دستر خوان نہ بچھا سکیں۔ یا ان کے لئے وہ سلوک روا رکھیں جو دستر خوان پر بیٹھے ہوئے شخص جانوروں سے کرتے ہیں۔ کہ جو بچ گیا وہ ان کو ڈال دیا۔ اس کے لئے پہلی ضرورت ہے کہ اپنی تربیت کریں۔ اور دوسری یہ کہ مرکز کے قریب اصلاح کریں۔ مسیحیت کی تباہی کا یہی باعث ہوا۔ کہ یوروشلم خالی تھا۔ مگر اناطولیہ اور روما وغیرہ علاقوں میں عیسائیت قائم ہو گئی اس کے مقابلہ میں اسلام کا عروج اس طرح ہوا۔ کہ مرکز پہلے مضبوط ہوا۔ جب لاکھوں عرب مسلمان ہو گئے۔ پھر دیگر علاقوں میں اسلام پھیلا۔ اگر ہماری حالت مسیحیت کے مشابہ ہوئی تو ہمارے لئے خطرہ ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مرکز کو مضبوط اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں اپنی اشاعت کریں۔

اس کے بعد ایک خوش خبری سناتا ہوں۔ جو آج ہی تار کے ذریعہ آئی ہے۔ ماسٹر عبد الرحیم صاحب دورہ کرتے ہوئے لیگوس کے علاقہ میں پہنچے۔ یہاں پہلے سے ایک سو کے قریب آدمی احمدی تھے۔ یہاں کے لوگ مختلف فرقوں میں منقسم تھے۔ اور ان میں احمدیت کی طرف توجہ پائی جاتی تھی۔ جماعت کے تعلقات کا بھی اثر تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ ... احمدی مربی جائے۔ یہاں کے دس ہزار ... سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ جس کے متعلق ... صاحب کی طرف سے آج تار موصول ہوا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ ہم اس سے خوش ہیں۔ اور جیسا کہ (کلام الٰہی) نے سکھایا ہے۔ ... ہم اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی مہربانی اور خاص فضل ہے۔ جو وہ ہماری کوشش کے بغیر کر رہا ہے۔ لیکن اس سے ہمارے ... میں زیادتی ہو گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ان کی تعلیم و تربیت کریں۔ ورنہ جس طرح وہ لوگ وحشی کہلاتے تھے۔ اب احمدی وحشی کہلائیں گے۔ لاکھوں انسان سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ لیکن ان کی تربیت کے لئے بھی لاکھوں (مربیوں) کی ضرورت ہے۔ اس پر توجہ کرو۔ اور سستی ترک کرو۔ اور اپنے اردگرد کے علاقوں کو فتح کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔

(از خطبہ 17- جون 1921ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ کا حوالہ ضرور دیں

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 31- اکتوبر-1996ء
درجہ حرارت کم ازکم 16 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 31 درجے سنٹی گریڈ

○ مسٹر منظور احمد وٹو کی طرف سے اسمبلی نہ توڑنے کی تحریری یقین دہانی حاصل کرنے کے بعد لاہور ہائی کورٹ میں وٹو کیس کے اختتام پر فاضل عدالت نے فیصلہ محفوظ کر لیا۔ فاضل چیف جسٹس نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ صدر خود دیکھیں گے۔ قوم بھی ارکان اسمبلی کے رویہ کا جائزہ لے رہی ہے۔ مسٹر وٹو کی طرف سے بیان میں درخواست کی گئی ہے کہ عدالت اعتماد کے ووٹ کے لئے 60 روز کا عرصہ دے۔ مسٹر وٹو کے وکیل نے کہا کہ اگر اس دوران عدم اعتماد کی تحریک آجائے تو اس کے لئے بھی تیار ہوں گے وزراء بحال نہ ہوئے تو شور نہیں مچائیں گے۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ وٹو کو بحال کیا گیا تو طوفان آجائے گا۔ عدالتیں ملکی مفاد سامنے رکھیں انہوں نے کہا کہ میں حکومت کی طرف سے ہارس ٹریڈنگ نہ کرنے کی یقین دہانی کراتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ لالچی لوگوں کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہئے۔

○ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ سیاستدان جو کچھ کر رہے ہیں وہ قوم کے سامنے ہے عوام اس بارے میں خود فیصلہ کریں گے۔ ویسے اوپر صدر بھی موجود ہیں۔

○ اٹارنی جنرل نے کہا کہ منظور وٹو کو ایک منٹ کے لئے بھی بحال کیا گیا تو سخت انتشار' افراتفری اور بحران پیدا ہو جائے گا۔ ایس ایم ظفر نے کہا کہ حکومت کی بحالی سے ملکی سیاست پر منفی اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔

○ فوج کے مشہور بغاوت کیس میں ملوث ملزمان کا کورٹ مارشل کر دیا گیا ہے اور ان کو مختلف مدت کی سزائیں سنادی گئی ہیں ایک میجر جنرل کی سربراہی میں قائم فیلڈ جنرل کورٹ مارشل نے دسمبر 1995ء میں سماعت شروع کی اور گزشتہ روز فیصلہ سنایا۔ آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت نے فیصلے کی توثیق کر دی ہے۔ اس کیس کے بڑے ملزم جنرل ظہیر الاسلام عباسی کو 7 سال' بریگیڈئر مستنصر باللہ کو 14 سال کرنل عنایت کو 4 سال اور کرنل آزاد منہاس کو دو سال قید بامشقت ہو گی۔ فوجیوں میں سے دو کرنل اور 5 لیفٹیننٹ کرنل اور سویلین میں سے مفتی محمد سعید' مولانا عبدالقادر روپڑی اور محمد وقار سمیت متعدد افراد وعدہ معاف گواہ بن گئے تھے۔ ان افسران پر بغاوت کی منصوبہ بندی کر کے صدر' وزیراعظم اور کور کمانڈروں کو جی ایچ کیو میں اجلاس کے دوران دھاوا بول کر قتل کرنے کا منصوبہ بنانے کے الزامات ہیں۔ ملزمان بغاوت کے لئے اسلحہ درہ سے لاتے ہوئے پکڑے گئے۔ آرمی ایکٹ کی دفعہ 3-133 کے تحت ملزموں کو اپیل کا حق حاصل ہے۔ ملزموں نے دادرسی کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کیا۔ اور کیس کی کھلی سماعت کرانے کی بھی خواہش کی۔ مگر سپریم کورٹ نے یہ استدعا نامنظور کر دی۔

○ فوجی بغاوت کے ملزمان نے اپنے منصوبے کا نام "آپریشن خلافت" رکھا تھا۔ ان فوجی افسران کو سزائیں سنانے کے علاوہ ان کو فوری طور پر ملازمت سے برخاست بھی کر دیا گیا ہے۔ اس تاریخی مقدمے کی سماعت اٹک کے قلعہ میں ہوئی۔ سماعت کے دوران استغاثہ کی طرف سے 24 اور صفائی کی طرف سے 25 گواہ پیش ہوئے۔ استغاثہ کی نمائندگی 3 ریٹائرڈ اور ایک حاضر سروس فوجی افسر نے کی۔ جبکہ صفائی طرف سے 17 ممتاز قانون دانوں کا ایک پینل پیش ہوا اس کے علاوہ 4 حاضر فوجی سروس کے افسران بھی دفاع میں پیش ہوئے۔ فیلڈ کورٹ مارشل کی قیادت میجر جنرل زاہد احسان نے کی جبکہ دو بریگیڈئر اور دو کرنل بھی عدالت کے رکن تھے۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس سید سجاد علی شاہ نے ریفرنسوں کی سماعت کے دوران کہا ہے کہ مارشل لاء نے نظام کو صدارتی طرز حکومت کی طرف جھکا دیا ہے۔ آٹھویں ترمیم پر تنقید تو بہت ہوئی لیکن کسی پارلیمنٹ نے اسے ختم نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلیاں توڑنے کا صدارتی اختیار مشروط ہے۔ 8ویں ترمیم ختم کرنے کے لئے حکومت اور اپوزیشن مل بیٹھیں۔ صدر کے وکیل نے کہا کہ اسمبلیاں توڑنے کا اختیار صدر کے پاس موجود ہے لیکن نواز شریف کیس کے بعد یہ کنٹرول ہو چکا ہے۔ صدر کے وکیل نے کہا کہ ججوں کی تقرری کے مسئلہ پر وزیراعظم نے صدر کو خط لکھا کہ وہ موقف پیش نہیں کر سکتے اسی لئے ریفرنس دائر کیا۔

○ سپریم کورٹ میں صدر کے وکیل شاہد حامد نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا وزیراعظم کا مشورہ صدر کو ماننا لازمی ہے یا نہیں۔ صدر اور وزیراعظم کے درمیان ماضی میں جو سمجھوتہ ہوا تھا اس سے معاملہ ختم نہیں ہوا۔

○ پاکستان نے زمبابوے کے خلاف پہلا ون ڈے کرکٹ میچ 3 وکٹوں سے جیت لیا۔ پاکستان کے سعید انور نے 1095 رنز بنا کر ایک کیلنڈر میں سب سے زیادہ سکور بنانے کا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

○ میر مرتضیٰ بھٹو کی ہلاکت کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے سامنے اس کیس کے اہم کردار کراچی کے ڈی آئی جی ڈاکٹر شعیب سڈل نے کہا ہے کہ وزیر داخلہ نصیراللہ بابر سے میری کوئی رشتہ داری نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اے ایس پی واجد درانی نے کہا تھا کہ فائرنگ کا امکان بہت کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب دوسری طرف سے فائرنگ ہو تو ہر شخص کو اپنے دفاع کا پورا حق ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وقوعے کی رات کو فائرنگ کے بعد رات گیارہ بجے تک میں اپنے گھر رہا اور گھر کے دروازے سے گاڑیوں اور ہلاک و زخمی ہونے والوں کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میری کراچی میں تعیناتی کس کے مشورے پر ہوئی یہ مجھے معلوم نہیں۔ مجھے اتنا پتہ ہے کہ مجھے وفاقی حکومت نے بھیجا ہے۔ یہ کراچی میں میری پہلی پوسٹنگ ہے۔

○ مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ مجھے عدالت سے انصاف کی پوری توقع ہے۔ اصولوں کی فتح ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ میں نہ تو پیپلز پارٹی میں شامل ہو رہا ہوں نہ کوئی سمجھوتہ کر رہا ہوں مجھے اللہ کے فضل اور ارکان پر اعتماد ہے۔

○ سپریم کورٹ نے ہدایت کی ہے کہ ایم کیو ایم کی فیروزہ بیگم کی حفاظت فرنٹیئر کانسٹیبلری کرے اگر کوئی مشکل ہو تو آگاہ کیا جائے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے ذوالفقار علی کھوسہ نے کہا ہے کہ اگر مسٹر وٹو 36۔ ارکان کی حمایت حاصل کریں تو ان کا ساتھ دے دیں گے۔ مسلم لیگ بڑی سیاسی جماعت ہے کسی فرد کے مفاد کی خاطر تین سالہ جدوجہد قربان نہیں کرے گی۔

نیا سٹاک آگیا ہے
اپنے معزز خریداروں کے پُرزور اصرار پر
اَن سِلے برقعوں کی مکمل ورائٹی۔ نیز
جاپانی سوٹ انتہائی بارعایت دستیاب ہیں
اکبر احمد مکان نمبر 4/5 دارالصدر غربی ربوہ حلقہ قمر
نزد کوٹھی حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحب
فون نمبر 04524-212866

سیل - سیل - سیل
باٹا اور سروس کے جوتوں پر
10% خصوصی رعایت
نیو کامران شوز
گولبازار ربوہ

حضرت حکیم نظام جان کا چشمہ فیض مشہور دواخانہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
کا ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
■ ہرماہ 5-6-7 تاریخ اقصیٰ چوک ربوہ۔ 212855
کوٹھی نمبر ۸ محلہ دارالعلوم غربی ربوہ۔ 212755
■ ہرماہ 10-11-12 تاریخ مکان نمبر 2029
گلی نمبر 32 سیکٹر I-10/2 اسلام آباد
فون 415845
■ ہرماہ 15-16 تاریخ قلعہ کالروالہ نارووال مریدکے روڈ، سیالکوٹ
■ ہرماہ 20-21-22-23 تاریخ محمود آباد
نزد پوسٹ آفس کراچی فون: 5889743
■ ہرماہ 25-26-27 تاریخ حضوری باغ روڈ
پرانی کوتوالی، ملتان
باقی دنوں میں مشورہ کے خواہشمند اس جگہ تشریف لائیں
مشہور دواخانہ
جی۔ ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس، گوجرانوالہ
فون 254634 فیکس 219065

پتہ

مکان کرایہ کیلئے خالی ہے
دارالصدر شمالی ربوہ میں مکان نمبر 2/26 بالمقابل شوکت منزل کرایہ کیلئے خالی ہے فون برائے رابطہ
211545

بھٹی ہومیو کلینک اینڈ سٹور اوقات آجکل
رحمت بازار صبح 9 تا 1/2 1 بجے شام 1/2 4 تا 8 بجے
دارالیمن صبح 1/2 6 تا 10 بجے
ہومیو ڈاکٹرز منصور احمد بھٹی اینڈ مسز ورکریم بھٹی

برائے فروخت
دارالفتوح میں ایک مکان دومنزلہ رقبہ ۱۰ مرلے
نیچے: دو بیڈروم۔ اٹیچڈ باتھ روم۔ کچن۔ ڈرائنگ روم
ٹی وی لاؤنج۔ برآمدہ۔ کار پورچ
اوپر: ایک بیڈروم اٹیچڈ باتھ روم۔ بالکونی۔
برآمدہ۔ سٹور ٹیلیفون کی سہولت موجود
معلومات و رابطہ کیلئے محمد رمضان شاہ محلہ نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ فون: 211842 212255

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں۔ ہر قسم کے
ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
ڈش 8 فٹ بمعہ مکمل فٹنگ 10500/-
سپیشل ڈش 8 فٹ برائے احمدیہ ٹیلیویژن کا 12 فٹ کا رزلٹ مشاہدہ کریں
نیو محمود ٹیلیویژن 21- نال روڈ لاہور
فون: 7125089 - 7226508
7355422 - 7235175